سَٹِم سیلز(Stem Cells) کی شرعی حیثیت

حافظ محمد یونس*

ڈاکٹر عبد الباسط خان**

Rapid technological developments in human embryonic stem cell research are holding promises of future new medical treatment for a range of currently incurable chronic diseases. At the same time, stem cell research using human embryos raises radically new, previously unimaginable ethical issues posing a dramatic challenge to humankind. In the Islamic world, stem cell research using human embryos provokes a new discussions about the moral and religious status of the embryo according to Islamic ethical norms. In this article, the theological and moral criteria is describe and some ethical positions vis-à-vis embryonic stem cell research formulated in the Islamic world is discussed, including official regulations existing in some Muslim countries. The basic view is that this reflection is of paramount importance in establishing a straightforward constructive dialogue on stem cells reserch according to Islamic point of view

خلیہ کی تعریف

جذعی خلیہ (stem cell)ایک ایسا خلیہ ہے جو تمام عمر مستقل تقسیم ہوتے رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اسمیں جسم میں موجود مختلف متخصص خلیات (specialized cells)بنانے کی غیر معمولی استعداد پنہا ہوتی ہے۔ اسی بنیاد پر یہ جسم میں انواع واقسام کے مرمتی افعال انجام دیتا ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری میں سَٹِم سیلز کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"An undifferentiated cell of a multicellular organism which is capable of giving rise to indefinitely more cells of the same type, and from which certain other kinds of cell arise by differentiation."ؔ[1]

خلیہ کی وضاحت

خلیہ تمام جانداروں کی ساخت اور فعل کی اِکائی ہے۔ آسان الفاظ میں جس طرح مکان اینٹوں سے مل کر بنتا ہے اور اینٹ ہی مکان کی بنیادی اکائی ہے۔ اسی طرح انسان اور تمام جاندار خلیوں سے مل کر

*پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور۔

**اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور۔

بنتے ہیں اور خلیہ ہی انسان اور تمام جانداروں کی بنیادی اکائی ہے۔ عمومی طور پر خلیہ کو تمام زندہ اجسام کی بنیادی ساختی و فعلیاتی اکائی تصور کیا جاسکتا ہے، مگر پھر یہ خلیہ بھی بذات خود مزید ذیلی ساختی اور فعلیاتی اکائیوں سے ملکر بناہو تاہے۔۔ایک خلیہ وہ تمام افعال (مثلاً تغذیہ ونمو، اخراج وتولید اور تنفس وغیرہ) انجام دیتاہے جو کسی جاندار کو حیات کی بقاکیلیے درکار ہوتے ہیں۔

ایک واحد خلیہ اپنے طور پر ایک آزاد جسم کی حیثیت میں بھی زندگی بسر کر سکتاہے ایسے اجسام کو یک خلوی (unicellular) جاندار کہا جاتا ہے جبکہ ایک سے زائد خلیات سے ملکر بننے والے جانداروں کو کثیر خلوی (multicellular) جاندار کہا جاتا ہے ، ایسے کثیر خلوی جانداروں میں خلیات کی تعداد مختلف انواع میں مختلف ہوتی ہے جو کہ چند سو سے لیکر اربوں تک پہنچ سکتی ہے، مثلا انسانی جسم میں لگ بھگ ایک سو کھرب (10،000،000،000،000) خلیات پائے جاتے ہیں۔ واضع رہے کہ تعداد کی یہ مقدار صرف ایک ممکنہ حد تک درست لگایا گیا اندازہ ہے۔[2]

بنیادی خلیوں کا دوسرا نام جذعی خلیے بھی ہے۔ جذعی خلیے سے مراد وہ ابتدائی خلیے ہوتے ہیں جن سے جنین کی تخلیق ہوتی ہے۔ اس میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ آگے جسم کے مختلف اعضاء اس سے بن سکتے ہیں۔ مثلاً جگر کے خلیے جگر بنانے اور ہاتھ کے خلیے ہاتھ کے بنانے پر مامور ہوتے ہیں۔ یہ خلیے ابتدائی جنین میں کثرت سے پائے جاتے ہے اور پھر اس کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے۔ لیکن یہ بالکل ختم نہیں ہوتے بلکہ بالغ انسان میں بھی یہ خلیے مخصوص جگہوں میں پائے جاتے ہیں۔

جذعی خلیوں کے مترادف نام

جذعی خلیوں کے لئے مختلف نام استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً ابتدائی خلیے، بنیادی یا اساسی خلیے، پیدائشی خلیے اور اصلی خلیے۔

1. "اصلی" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح جڑ درخت کے لئے اصل ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ خلیے بھی انسانی جسم اور اعضاء کے لئے جڑ کی حیثیت رکھتے ہیں۔[3]
2. "اولی" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ خلیے دوسرے خلیوں پر زمانہ کے اعتبار سے مقدم ہوتے ہیں۔
3. "اساسی" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ غیر مخصوص خلیے (جذعی خلیے) باقی (مخصوص خلیوں) کے لئے بنیاد ہوتے ہیں۔

4. پیدائشی اس کو اس لیے کہا جاتا ہے کہ مخصوص خلیے انہی خلیوں سے پیدا ہوتے ہیں۔[4]

جذعی خلیوں کی اقسام

1. Totipotent Stem Cells(کثیر الفعولی خلیات): فرٹیلائیزیشن کے بعد بننے والے لاحقہ (زائیگوٹ) میں کسی بھی قسم کی نسیج کے خلیات میں تبدیل ہونے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ ایسی صلاحیت رکھنے والے خلیات کو کثیر فعولی خلیات (Totipotent stem cells) کہا جاتا ہے۔ اور یہ کثیر فعولی خلیہ "لاحقہ" اپنی تقسیم سے ایک بالغ جسم بنانے کے لئے درکار تمام تقریباً دو بیس اقسام کے خلیات بنا دیتا ہے۔ اس کی نہایت عمدہ مثال جڑواں بچے ہیں۔ جو کہ "مورولا" سے الگ ہو جانے والے دو کثیر فعولی خلیات سے بنتے ہیں۔[5]
2. Ploripotent stem cells (متعدد فعولی خلیات): اس سے مراد ایک ایسا خلیہ ہے جو کہ تین جنینی طبقات(layers) سے بننے والی ہر نسیج کے خلیات بنا سکتا ہے۔[6]
3. Unipotent stem cell (واحد فعولی خلیات): اس کا اطلاق عام طور پر بالغ جاندار کے خلیات پر کیا جاتا ہے۔ اوراس سے مراد ایسے خلیات ہیں جو کہ صرف ایک ہی طرح کے نسیج کے خلیات پیدا کر سکتا ہے۔ اسی طرح سے خلیات اس مخصوص نسیج کے مرمت کا کام بھی کرتا ہے۔ لیکن جب کوئی ایسا نقصان پیدا ہو جائے جس کی مرمت اور درستگی کے لئے مختلف اقسام کے خلیات کی ضرورت ہو تو پھر متعدد فعولی خلیات کام کرتے ہیں۔[7]

یعنی بعض خلیے جن میں ہر قسم کے خلیے بنانے کی صلاحیت ہوتی ہے ان کو کثیر فعولی خلیات کہتے ہیں اور بعض وہ خلیے جو جنین کے محافظ خول اور جھلی بنانے کے علاوہ تمام خلیوں کے بنانے کی صلاحیت پائی جاتی ہے ان کو متعدد فعولی خلیات کہتے ہیں اس طرح بعض خلیے وہ ہیں کہ جن میں صرف ایک ہی خاص قسم کے خلیات بنانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ مثلاً خون کے جذعی خلیے اس میں صرف خون کے سُرخ خلیے اور سفید خلیے بنانے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ لیکن (خون کے علاوہ دوسری خلیات) جلدی، عصبی، پٹھے کے خلیات بنانے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔

سٹیم سیل کے حصول کے ذرائع

ان خلیوں کو درج ذیل ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے:

1. ٹیسٹ ٹیوب بے بی پروجیکٹ کے فاضل بار آوشدہ لقیحے (زائیگوٹ) خلیوں کا بنیادی ذریعہ ہے۔ اور کچھ ممالک میں یہ طریقہ تولیدی بنکوں کے ذریعے بھی ہوتا ہے۔ ان سے حاصل مادہ منویہ کو انڈے کے ساتھ ملایا جاتا ہے زائیگوٹ بننے کے بعد اس سے جذعی خلیے حاصل کئے جا تے ہیں۔ اس طریقہ کار کو سب سے پہلے James Thomson نے استعمال کیا تھا۔[8]
2. رضاکارانہ طور پر ایک عورت اور مرد سے حاصل کیے جانے والے بیضہ اور سپرم کو لے کر بالقصد بار آور کیا جاتا ہے اور اسے "بلاسٹولا" کے مرحلہ تک ڈویلپ کرنے کے بعد اس سے جذعی خلیے حاصل کیے جاتے ہیں۔[9]
3. اسقاط شدہ جنین کے اندر چونکہ بارآوری کی صلاحیت رکھنے والے خلیات ہوتے ہیں جو بعد میں تناسلی مواد پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس اسقاط شدہ جنین سے ان خلیوں کو حاصل کیا جاتا ہے اور اس سے آگے بارآوری کا عمل وجود میں لایا جاتا ہے۔ جنین سے ان خلیات کو جُدا کرنے کا پہلا تجربہ پہلے Gear heart نے 1998 میں کیا۔
4. نومولود بچے کی ناف کے خون سے بھی یہ خلیات حاصل کیے جاتے ہیں۔ چونکہ ناف میں موجود خون متعدد فعولی خلیات بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے اس لئے ان کو حاصل کر کے آگے بارآوری کے مراحل طے کیے جاتے ہیں۔ بچے کی پیدائش کے بعد جھلی چونکہ بیکار ہو جاتی ہے اس لئے اس سے لگے ہوئے خون سے بھی سٹِم سیلز کو حاصل کیا جاتا ہے۔
5. ہڈیوں کے گودے سے بھی سٹِم سلیز کو حاصل کیا جاتا ہے جو کینسر کے علاج میں استعمال ہو رہا ہے۔
6. بالوں کی جڑوں سے بھی ان کو حاصل کیا جاتا ہے۔
7. چمڑے کے نیچے چربی دار خلیوں، آنت، نظام ہضم، آلات تنفس، جگر اور اعصابی آلات سے بھی سٹِم سیلز کو حاصل کیا جاتا ہے۔[10]

سٹِم سیلز کے فوائد:

1. انسان میں بچے پیدا کرنے کی صلاحیت یا اس سے متعلقہ علوم میں اضافہ۔
2. پیدائشی بیماریوں کی وجوہات اور اسباب کا مطالعہ۔

3. قدرتی اسقاط حمل کی وجوہات اور اسباب معلوم ہونا۔
4. آبادی کی روک تھام میں اضافہ کی تکنیک اور جدت میں بہتری پیدا کرنا۔
5. ماں اور بچے کے ناقص کروموسومز یا جنین میں نقص معلوم کرنا، اس کی بہتری کے لئے مختلف طریقوں کو استعمال کر کے اس کی اصلاح کرنا۔
6. جنین کی ڈویلپمنٹ سے جڑی ہوئی جانکاری میں اضافہ کرنا۔
7. خطرناک اور متعدی و مہلک امراج کی تشخیص میں بھی اس سے مدد مل سکتی ہے۔ نیز اس کا علاج بھی ممکن ہو جاتا ہے۔[11]

سَٹِم سیل کے نقصانات

1. جذعی خلیوں کے حصول کے لئے مخصوص بینکوں کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔
2. جذعی خلیے کے حصول کے بعد انسانی کلوننگ تجربات کی حوصلہ افزائی ہو گی۔
3. جذعی خلیے کے حصول کے لئے اسقاط حمل کی شرح میں اضافہ ہو گا۔
4. یہ طریقہ حصول عالمی سطح پر تجارت کی شکل اختیار کرے گا۔
5. یہ بھی ممکن ہے کہ ڈاکٹر مریض کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان خلیات کو چوری کر کے آگے فروخت کریں گے۔[12]

سَٹِم سیلز کا حکم

شریعت کے تمام احکام میں مصالح کی رعایت کی گئی ہے۔ خواہ ان مصالح کا تعلق ضروریات سے ہو، حاجات یا تحسینیات سے۔ اس طرح شریعت میں مصالح اور مفاسد کا موازنہ بھی کیا گیا ہے۔ مقاصد کے لئے استعمال کئے جانے والے وسائل کے بارے میں شریعت کا مؤقف یہ ہے کہ جائز ہی وسائل استعمال کئے جائیں۔ ناجائز طریقے سے ان مقاصد کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ ان کے اندر کتنے ہی فوائد نظر آئیں۔ البتہ ضرورت یا مشقت سے بچنے کے لئے شریعت نے ناجائز وسائل کو بھی وقتی طور پر اختیار کرنے کی اجازت دی ہے۔[13]

جدید طریقہ علاج میں سَٹِم سیل کا استعمال عام ہوتا جا رہا ہے جس کو مختلف مہلک اور متعدی امراض

کے علاج کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ چونکہ سٹِم سیل کسی انسان سے حاصل کئے جاتے ہیں اس لئے اس ذریعے سے علاج کروانے کی شرعی حیثیت جاننے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ سٹِم سیلز کی اپنی حیثیت کیا ہے، یہ جاندار ہے یا بے جان؟

سٹِم سیل پر زندگی کا اطلاق

سٹِم سیلز کے جاندار اور بے جان ہونے میں علماء کی دو آراء ہیں:

پہلی رائے: اکثر حضرات نے جنینی سٹِم سیل کو نہ ذی روح قرار دیا ہے اور نہ ہی اس کو زندہ وجود کی طرح قابل احترام سمجھا ہے۔[14]

دوسری رائے: بعض علماء کے نزدیک یہ سٹِم سیلز ذی روح بھی ہیں اور اس کو قابل احترام بھی سمجھا جائے گا۔[15]

پہلی رائے کی دلیل

1۔ شریعت کا حکم صرف اس پر نہیں ہوتا کہ کسی چیز میں کام کرنے کی صلاحیت ہو۔ بلکہ جب تک وہ کام نہیں کرتا اس پر حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ اسی طرح چونکہ سٹِم سیل "فی الحال" بالفعل اور حقیقت میں کماحقہ زندہ نہیں ہوتے اس لئے اس پر مکمل جاندار کا حکم بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام نے 120 دن سے پہلے اسقاط حمل کی اجازت دی ہے۔[16] نیز منی کے اندر بھی یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ اس سے انسان کو بنایا جائے تو آیا اس کو بھی زندہ انسان کی طرح سمجھ کر قابل احترام سمجھا جائے گا؟

2۔ ایسی زندگی تو فی الجملہ ہر شے میں ہوتی ہے۔ مگر اصطلاحی طور پر جس کو زندگی کہا جاتا ہے۔ اس کا یک خاص معیار ہے۔ جس کے ساتھ عدالتی احکام مربوط ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ وہ زندگی بچے کی پیدائش کے بعد حاصل ہو سکتی ہے نہ کہ سٹِم سیل کی صورت میں۔[17]

3۔ اس کے زندہ نہ ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ عرف میں فقہی احکام کے اعتبار سے اس کو کوئی حیثیت نہیں دی گئی۔[18]

4۔ ذی روح اسے کہا جائے گا کہ جسے انسان بغیر کسی آلہ کے مدد سے خود اپنے ظاہری حواس سے ان کی اپنی قوت ارادی کے ساتھ حرکت کرتا ہوا دیکھے یا محسوس کرے۔[19] جنین میں نفخ روح سے قبل

ایک مجرد زندگی پائی جاتی ہے جو سپرم اور بیضہ سے حاصل ہوتی ہے، اس کی وجہ سے بچے میں پرورش اور غذا حاصل کرنے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ علامہ ابن قیمؒ نے جنین کی اس زندگی کو نباتات کی زندگی سے تشبیہ دی ہے۔ "فإن قيل الجنين قبل نفخ الروح فيه هل كان فيه حركة وإحساس أم لا قيل كان فيه حركة النمو والاغتذاء كالنبات ولم تكن حركة نموه وإغتذائه بالإرادة فلما نفخت فيه الروح انضمت حركة حسيته وإرادته إلى حركة نموه واغتذائه"[20]

ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ سٹِم سیلز کے اندر اگرچہ جان ہوتی ہے لیکن اصطلاحی طور پر سٹِم سیلز پر ذی روح کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا اور حرمت اور احترام کے لائق تو وہ جان ہے کہ جو کسی چیز کے اندر اسی وقت پائی جائے۔

دوسری رائے کی دلیل

فقہاء نے منی کو ضائع کرنے سے منع کیا ہے۔ علامہ سرخسی فرماتے ہیں: "ثم الماء في الرحم ما لم يفسد فهو معد للحياة فيجعل كالحي في إيجاب الضمان بإتلافه كما يجعل بيض الصيد في حق المحرم كالصيد في إيجاب الجزاء عليه بكسره"[21] نطفہ رحم میں جا کر جب تک خراب نہ ہو تو اس میں زندگی کی صلاحیت ہوتی ہے لہٰذا اسے اگر کوئی شخص ضائع کرے تو اسے ایک زندہ شخص کا ضمان دینا پڑے گا۔ اسی طرح در مختار میں یہ عبارت نقل کی گئی ہے: "فإن الماء بعدما وقع في الرحم مآله الحياة فيكون له حكم الحياة كما في بيضة صيد الحرم"[22] عورت کے رحم میں نطفہ جا کر انجام کار زندگی اختیار کرلیتا ہے۔ لہٰذا اس پر بھی زندگی کا حکم جاری ہوگا۔ جیسے کہ حرم کے شکار کا انڈہ توڑ دینا، شکار کو مار ڈالنے کی طرح ہے۔ فقہائے کرام کی ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ سٹِم سیل زندہ ہونے کی وجہ سے قابلِ احترام ہے۔[23] معاصر علماء اور فقہی اکیڈمیز کی رائے یہی ہے سٹِم سیلز نہ تو ذی روح ہیں اور نہ ہی انسان کی طرح قابل احترام۔

سٹِم سیل سے استفادہ کے شرعی اصول

سٹِم سیلز کی زندگی سے متعلق علماء کی آراء جاننے کے بعد اس کے علاج معالجہ سے متعلق بنیادی اصول اوراس کے ماخذ کی شرعی حیثیت بیان کریں گے۔

1. اگر جذعی خلیوں کا حصول حرام طریقے سے ہو تو اس پر تحقیق اور اس سے علاج میں استفادہ

بھی حرام ہو گا۔ کیونکہ قرآن کریم کا اصول ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[24] اور اگر اس کا حصول مباح ہو تو اس سے استفادہ کرنا بھی جائز و مباح ہو گا۔ نیچے ان اصولوں کو بیان کیا جاتا ہے۔

2. اس تحقیق کا مقصد مریض کی بیماری اور تنگی کا ازالہ کرنا ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں شریعت میں جائز اور مشروع ہیں۔ اس لئے کہ مشقت کی جگہ آسانی آجاتی ہے یعنی جہاں پر مشقت (مرض) ہو تو آسانی (علاج) پیدا کیا جائے گا۔ فقہی قاعدہ ہے: المشقة تجلب التسیر۔[25]

3. بہت سے مہلک امراض جن میں لوگ مبتلا ہیں اسی طریقہ کے ذریعے ان کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ اور قانون یہ ہے کہ "الضرر یُزال"[26]۔ یعنی تکلیف کو دور کیا جائے گا۔

4. اس طریقہ علاج کو اختیار نہ کرنے کی وجہ سے لوگ مشقت اور حرج میں مبتلا ہوں گے، حالانکہ شریعت حرج اور مشقت کو دور کرنے کی تاکید کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت ضرورت کے وقت جو چیزیں ممنوع ہوتی ہیں ان کی بھی اجازت دے دیتی ہے۔ چنانچہ اصول ہے "الضرورات تبیح المحظورات"۔[27] انسان کے افعال میں اصل یہ ہے کہ اسے کام کرنے کی اجازت ہے اس کو منع نہ کیا جائے۔ بالفاظ دیگر اشیاء کے اندر اصل اباحت ہے، "الأصل في الأشیاء الإباحة"[28]

5. سٹِم سیل کی حرمت پر چونکہ کوئی دلیل نہیں اس لئے یہ حرام نہیں اور جب حرام نہیں تو حلال ہو گا اور حلال چیز سے علاج جائز ہے۔

6. سٹِم سیلز پر ریسرچ اور علاج میں لوگوں کے فوائد وابستہ ہیں۔ اور مقاصد شرعیہ میں سے بنیادی اصول "جلب المصالح" فوائد اور مصلحتوں کا حاصل کرنا اور اس کی ترغیب دینا ہے۔[29]

7. شریعت نے بدن کو سلامت رکھنے کی ترغیب دی ہے۔ فقہی اصول ہے "سلامة البدن"[30] لہٰذا ان طریقوں کو علاج کے لئے استعمال کرنے کے ضمن میں ان دلائل سے اس طریقہ علاج کی تحقیق اور اس کا استعمال کا جواز معلوم ہوتا ہے۔[31]

سَٹِم سیلز سے علاج کی شرائط

سَٹِم سیلز سے استفادہ کے لئے چند شرائط کا خیال رکھنا ضروری ہے:

1. اس ریسرچ کا مقصد شریعت کے موافق ہو۔
2. سَٹِم سیل پر ریسرچ ایسے احتمالات پر مبنی ہو کہ ان کی تائید ان نظری استدلال پر ہو جو یقین اور ظن غالب کا فائدہ دے۔
3. ان پر ریسرچ کسی کی تکلیف کا باعث نہ ہو۔
4. اس تحقیق کا نقصان اس کے فائدے کے مساوی یا اس سے زیادہ نہ ہو۔
5. اس طریقہ علاج کو استعمال کرنے میں نقصان اس کے نہ کرنے کی بہ نسبت کم ہو۔
6. وہ فوائد جو اس طریقہ علاج کے چھوڑنے کی وجہ ہوتے ہیں وہ اس طریقہ علاج کو اختیار کرنے سے زیادہ نہ ہوں۔[32]

سَٹِم سیلز کے ذرائع کا حکم

پہلے چونکہ سَٹِم سیل کے حصول کے مختلف ذرائع کو بیان کیا تھا۔ اس لئے یہاں ان ذرائع کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی:

اگر سَٹِم سیل کا حصول ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے اضافی بار آور شدہ لقیحوں سے ہو تو اس صورت میں تین آراء ہیں:

1. والدین کی اجازت ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں انسانی اعضاء کو تیار کرنے میں ان کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔[33]
2. زوجین کی اجازت سے سَٹِم سیل کا حصول اور جدید طریقہ کو اختیار کرتے ہوئے انسانی اعضاء کی پیوند کاری کی جا سکتی ہے اور استقرار حمل کے بعد ضائع کئے جانے والے علقات سے اسَٹِم سیل والدین کی اجازت سے لئے جا سکتے ہیں۔[34]
3. یہ نطفہ زوجین کا ہو یا اجنبی مرد کا، دونوں صورتوں میں ان کی عضو کی تیاری میں ٹیسٹ ٹیوب

بے بی کے ذریعے حاصل ہونے والے سٹِم سیلز سے اعضاء بنائے جاسکتے ہیں۔[35]

بچے کی ناف اور جھلی سے استفادہ:

دوسری صورت یہ ہے کہ بچے کی پیدائش کے بعد ناف یا جھلی کا خون لیا جائے تو اس صورت میں دو آراء ہیں:

پہلی رائے یہ ہے کہ اس کی اجازت ہے بشرطیکہ اس سے بچے اور ماں کی صحت متاثر نہ ہو۔[36]

دوسری رائے یہ ہے کہ خطرات کے پیشِ نظر محض ایک ظنی فائدے کے لئے بچے کی ناف اور رحم کی جھلی کو سٹِم سیل کے حصول کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔[37]

جنین کے خلیوں کا استعمال:

سٹِم سیل کے ذریعے اعضاء کی پیوند کاری کے لئے جنین سے استفادہ سے متعلق علماء کی دو آراء ہیں:۔

پہلی رائے یہ ہے کہ embryonic steam cells کے ذریعے کسی طور پر اعضاء بنانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ محققین کے مطابق جنین سے اسٹِم سیل حاصل کرنے کے بعد جنین ضائع ہو جاتا ہے، انسانی جنین سے اسٹِم سیل حاصل کرنا مستقبل میں بننے والی جان کو قتل کرنے کے مترادف ہے جس کی شرعی اور اخلاقی طور پر اجازت نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ اگر اس کی اجازت عام دے دی جائے تو بہت سے ضمیر فروش لوگ جان بوجھ کر حمل ساقط کروا کر اسٹِم سیلز تیار کرنے والوں کو فروخت کریں گے۔ اس سے اسقاط حمل کی شرح بڑھ جائے گی۔ علماء نے اس کام کو تغییر لخلق اللہ کے ضمن میں آنے کی وجہ سے اور انسانی حرمت کے پیشِ نظر حرام قرار دیا ہے۔[38]

دوسری رائے: اکثر علماء نے جنین سے اسٹِم سیلز لے کر اعضاء بنانے کی اجازت کو اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اس سے بچے کی نشوونما پر کوئی اثرات مرتب نہ ہوں۔[39] اس مقصد کے لئے جنین کو گرانے کی کسی کے نزدیک بھی اجازت نہیں ہے صرف ساقط شدہ جنین سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

حیوان میں انسانی سٹِم سیلز کا استعمال:

کسی حیوان میں انسانی سٹِم سیل ڈال کر اعضاء تیار کرنے سے متعلق علماء کی چار آراء ہیں:

پہلی رائے یہ ہے کہ انسان کا سٹِم سیل لے کر کسی بھی حیوان میں ڈالا جاسکتا ہے اور اس مقصد کے لئے حیوانی جسم میں مطلوبہ عضو تیار کیا جاسکتا ہے۔ اس سے حاصل ہونے والے عضو کی انسانی جسم میں

پیوند کاری بھی جائز ہے۔[40]

دوسری رائے ہے کہ حیوان میں کسی عضو کو پیوند کاری کے لئے تیار کرنا اور بعد میں انسانی جسم میں اس کو پیوند کرنا انسانی خصوصیات کے مجروح ہونے اور خطرات (ری ایکشن وغیرہ) کے پیش نظر حرام ہے۔[41]

تیسری رائے یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے صرف حلال جانوروں میں انسانی خلیات کو پیوند کاری کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، حرام جانوروں میں نہیں۔[42]

چوتھی رائے یہ ہے کہ (انسانی خلیوں کو) اس مقصد کے لئے حلال و حرام جانوروں میں استعمال کرتے ہوئے اعضاء تیار کئے جاسکتے ہیں اور حلال و حرام کا کوئی فرق نہیں۔ انہوں نے حضرت عرفجہؓ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اُن کو آپ ﷺ نے سونے کی ناک لگوانے کی اجازت دی تھی جبکہ سونا حرام ہے۔[43]

کلوننگ:

اگر سٹم سیلز کو کلوننگ کے ذریعے سے حاصل کیا جائے تو تمام فقہی اکیڈمیز متفق ہیں کہ یہ طریقہ ناجائز ہے۔[44]

سٹم سیل سے استفادے کے متعلق اسلامک فقہی اکیڈمی مکہ مکرمہ کا فیصلہ

جذعی خلیوں کا حاصل کرنا اور ان کو ڈویلپ کرنا اور ان کا استعمال کرنا خواہ علاج کے لئے ہو یا علمی مقاصد کے لئے، جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کو حاصل کرنے کے ذرائع مباح ہوں۔ ایسے مباح ذرائع درج ذیل ہیں۔

1. بالغ افراد جبکہ وہ اجازت دے دے اور ان کو اس سے کوئی ضرر نہ پہنچتا ہو۔
2. بچے جبکہ ان کے اولیاء کسی شرعی مصلحت کے تحت اجازت دے اور اس سے بچوں کو نقصان نہ پہنچتا ہو۔
3. پردوں اور ناف کی نالی سے خون کا حاصل کرنا۔
4. خود بخود ساقط شدہ جنین سے یا کسی علاج کے سبب سے جس کی شریعت نے اجازت دی ہو، ساقط کیا جائے اور والدین کی اجازت حاصل ہو۔

5. ٹیسٹ ٹیوب پروجیکٹ کے فاضل بار آور شدہ لقیحے بشرطیکہ والدین رضاکارانہ فراہم کریں۔

اگر جذعی خلیوں کا حصول ناجائز طریقے سے ہو تو ان کو حاصل کرنا اور ان کا استعمال ناجائز ہے، ناجائز ذرائع یہ ہیں:

1. جنین جسے قصداً ساقط کروایا جائے اور ایسا سبب موجود نہ ہو جس کی وجہ سے شریعت نے اسقاط کی اجازت دی ہے۔
2. کسی رضاکارانہ خاتون کے انڈے اور رضاکار مرد کے مادہ تولید کو لے کر بالقصد بار آوری کی گئی ہو۔
3. علاجی کلوننگ[45]۔

حوالہ جات وحواشی

ـــ[1] Oxford Dictionary, University Press, New York, p: 1732

ـــ[2] Lodish. 2007. *Molecular Cell Biology*. Bedford: W.H.Freeman and Company.

ـــ[3] سعد بن ناصر، ڈاکٹر، القواعد الفقہیہ والاصولیہ ومقاصد الشرعیہ ذات الصلہ بحوث الخلایہ الجذریہ، مشمولہ مجلہ المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ، شمارہ نمبر 18، 2004، ص:234

ـــ[4] Tauq-ul-Yasmin. *Stem Cells* 2009, August 19 [cited 08-08-2014]. Available from http://www.oman0.net/showthread.php?t=369029.

ـــ[5] Schöler, Hans R., ed. 2007. *The Potential of Stem Cells: An Inventory*. Edited by Dagmar Schipanski Nikolaus Knoepffler, Stefan Lorenz Sorgner, *Humanbiotechnology as Social Challenge*. London: Ashgate Publishing.

ـــ[6] Ulloa-Montoya F, Verfaillie CM, Hu WS. 2005. "Culture systems for pluripotent stem cells." *J Biosci Bioeng* no. 100 (1):12-27.

ـــ[7] Schöler, Hans R., ed. 2007. *The Potential of Stem Cells: An Inventory*. Edited by Dagmar Schipanski Nikolaus Knoepffler, Stefan Lorenz Sorgner, *Humanbiotechnology as Social Challenge*. London: Ashgate Publishing.

ـــ[8] محمد علی البار، ڈاکٹر، الخلایا الجذعیہ والقضایا الاخلاقیہ والفقہیہ، دار السعودیہ للنشر والتوزیع، طبع اول، 2002، ص:36

ے[9] Cook, Michael. 30 August 2002. Trounson Trips Up. Sydny: Australasian Bioethics Information.

ے[10] محمد علی البار، ڈاکٹر، الخلایا الجذعیہ والقضایا الاخلاقیہ والفقہیہ، ص:52

ے[11] محمد شاہد عالم، ڈاکٹر، سَٹِم سیلز، مشمولہ ڈی این اے ٹیسٹ اور جنیٹک سائنس سے متعلق شرعی مسائل، درالاشاعت کراچی، 2008ء، ص:103

ے[12] جریدۃ الریاض، سعودی عرب، مدیر یوسف الکویتی، شمارہ نمبر 12536، 20 اکتوبر 2002، ص:27

ے[13] ابراہیم بن موسیٰ، شاطبی، الموافقات، دارا ابن عفان، طبع اولیٰ 1997، 4/351

ے[14] ڈی این اے ٹیسٹ اور جنیٹک سائنس سے متعلق شرعی مسائل، ص:33

ے[15] ایضاً

ے[16] ثناء الہدیٰ، مفتی، سَٹِم سیل سے متعلق مسائل، مشمولہ، ڈی این اے ٹیسٹ اور جنیٹک ٹیسٹ، ص:347-348

ے[17] اختر امام عادل، مولانا، جنیٹک سائنس سے متعلق مسائل کا شرعی حل، مشمولہ، ڈی این اے ٹیسٹ اور جنیٹک ٹیسٹ، ص:290

ے[18] ابوالعاص وحیدی، مولانا، جنیٹک سائنس سے مربوط کچھ مسائل، مشمولہ، ڈی این اے ٹیسٹ اور جنیٹک ٹیسٹ، ص:380

ے[19] جمیل احمد نذیری، مفتی، جنیٹک سائنس سے مربوط مسائل، مشمولہ، ڈی این اے ٹیسٹ اور جنیٹک ٹیسٹ، ص: 363

ے[20] ابن قیم، التبیان فی اقسام القرآن، دارالمعرفہ، بیروت س-ن، 1/351

ے[21] سرخسی، محمد بن احمد، المسبوط، دارالمعرفہ، بیروت، 1993، 26/87

ے[22] حصکفی، درمختار، دارالفکر، بیروت، 1992، 3/176

ے[23] ظفر الاسلام، ڈاکٹر، ڈی این اے ٹیسٹ سے متعلق مسائل، مشمولہ ڈی این اے ٹیسٹ، ص:239-240

ے[24] المائدہ، 5: 2

ے[25] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، 1999ء، ص:89

ے[26] سیوطی، عبدالرحمان جلال الدین، الاشباہ والنظائر، دارالکتب العلمیہ، طبع اولیٰ 1999، 1/7

ے[27] ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ص:73

ے[28] ایضاً، ص:56

ے[29] ایضاً، ص:78

[30] کاسانی، بدائع الصنائع، دار الکتب العلمیہ، س-ن، 121/2

[31] سعد بن ناصر، ڈاکٹر، القواعد الفقہیہ والاصولیہ ومقاصد الشریعہ، ص:257

[32] سعد بن ناصر، ڈاکٹر، القواعد الفقہیہ والاصولیہ ومقاصد الشریعہ، ص:207-209

[33] ابو العاص وحیدی، مولانا، جنیٹک سائنس سے مربوط کچھ مسائل، ص:381

[34] اسرار الحق سبیلی، مولانا، ڈے این اے ٹیسٹ کا شرعی حکم، مشمولہ، ڈی این اے ٹیسٹ، ص:334

[35] سلطان احمد اصلاحی، جنیٹک سائنس سے مربوط مسائل، مشمولہ، ڈی این اے ٹیسٹ، ص:405

[36] ظفر الاسلام، ڈاکٹر، ڈی این اے ٹیسٹ سے متعلق مسائل مشمولہ، ڈی این اے ٹیسٹ، ص:240

[37] برھان الدین سنبھلی، مولانا، جنیٹک سائنس سے مربوط مسائل، مشمولہ، ڈی این اے ٹیسٹ، ص:351-352

[38] اسرار الحق سبیلی، مولانا، ڈے این اے ٹیسٹ کا شرعی حکم، ص:332-333

[39] اختر امام عادل، مولانا، ص:209

[40] ابو سفیان، مفتی، مولانا، ڈی این اے ٹیسٹ سے متعلق مسائل، مشمولہ، ڈی این اے ٹیسٹ، ص:291

[41] ابو العاص، ص:386

[42] ظفر الاسلام، ڈاکٹر، ص:240

[43] نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، کتاب الزینہ، باب من اصیبہ کلاھا ھل یتخذ انفا من ذھب، 2264/2، المطبوعہ الاسلامیہ، حلب، 1986ء، ح:1562؛ اسرار الحق سبیلی، مولانا، ص:333-334

[44] قضایا طبیہ معاصرہ فی ضوء شریعۃ الاسلامیہ، دار البشیر، عمان، طبع اول 1995ء، 271/2

[45] اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے فقہی فیصلے، مترجم فہیم اختر ندوی، ڈاکٹر، ایفا پبلی کیشنز، س-ن، ص: 451-453